



أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوْنَ



تواللہ تعالیٰ ہی پر تو کل رکھو وہ کار سازی کے لئے کافی ہے۔

# تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گردھی

## السَّجْدَةُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورہ سجدہ کی فضیلت:

حضرت امام بخاری نے کتاب البحمد میں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ جو حکم کے دن صحیح کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورہ  
الانسان پڑھا کرتے تھے۔

منہاج میں ہے کہ حضور اکرم ہمیشہ سونے سے پہلے سورہ سجدہ اور سورہ الملک پڑھ لیا کرتے تھے۔

قرآن حکیم صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے:

الْمَ (۱)  
الْفَ لَامُ مِيمٌ

سورتوں کے شروع میں جو مقطوعات حروف ہیں انکی پوری بحث ہم سورہ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں کر سکتے ہیں۔

**تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۲)**

بلاشبہ اس کتاب کا اتنا ناتمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

یہ کتاب قرآن حکیم بے شک و شبہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

**أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ...**

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑایا ہے۔

مشرکین کا یہ قول غلط ہے کہ حضور اکرم نے خود اسے گھڑایا ہے۔

**...بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَا أَتَاهُمْ مِنْ تَذِيرٍ مَنْ قَبْلَكَ لَعْلَمُ بِهِمْ يَهْتَدُونَ (۳)**

نہیں نہیں بلکہ یہ تیرے رب تعالیٰ کی طرف سے حق ہے تاکہ تو انہیں ذرا ہے جن کے پاس تجھے

سے پہلے کوئی ذرا نے والا نہیں آیا،

نہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے اتنا کہ حضور اکرم اس قوم کو ذرا وے کے ساتھ آگاہ کر دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی اور یقینبر نہیں آیا تاکہ وہ حق کی اتباع کر کے نجات حاصل کر لیں۔

زمین و آسمان کس ترتیب سے بنائے گئے:

**اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ**

**اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ ...**

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھو دن میں

پیدا کر دیا پھر عرش پر قائم ہوا۔

تمام چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے چھو دن میں زمین و آسمان بنائے۔ پھر عرش پر قرار پکڑا۔

اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔

**...مَا لَكُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ...**

تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں،

مالک خالق وہی ہے ہر چیز کی تکمیل اسی کے ہاتھ ہے۔ تمہیری سب کاموں کی وہی کرتا ہے ہر چیز پر غالب اسی کا ہے۔ اس کے سوا تخلوق کا نہ کوئی والی نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی۔

**...أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ (٤)**

**کیا پھر بھی تم صحیح حاصل نہیں کرتے؟**

اے وہ لوگو! جو اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو تو دوسروں پر بھروسہ کرتے ہو کیا تم نہیں سمجھ سکتے کہ اتنی بڑی قدرتوں والا کیوں کسی کو اپنا شریک کا رہنا نہ گا؟ وہ برابری سے وہ وزیر و مشیر سے وہ شریک و شہیم سے پاک منزہ اور مبرہ اس کے سوا کوئی معبد و نہیں نہ اس کے سوا کوئی پاٹھار ہے۔

**يُدَبِّرُ الْأَمْرُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ...**

**وَهُوَ مَنْ سَمِعَ زَمِينَ كَمِيلَةً**

اس کا حکم آسمانوں کے اوپر سے اترتا ہے اور ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچتا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلِهِنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بِنِيَّهُنَّ (٦٥:١٢)**

اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اور انہی کی مثل زمینیں اس کا حکم ان سب کے درمیان اترتا ہے۔

**...إِنَّمَا يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مَمَّا تَعْدُونَ (٥)**

پھر ایک ہی دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے جس کا اندازہ تمہاری گفتگی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

اعمال اپنے دیوان کی طرف انجائے اور چڑھائے جاتے ہیں جو آسمان دنیا کے اوپر ہے۔ زمین سے آسمان اول پانچ سال کے فاصلے پر ہے اور اتنا ہی اس کا دل ہے۔ اتنا اتنا چڑھنا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فرشتہ ایک آنکھ جھکنے میں کر لیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گفتگی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہے۔

**ذَلِكَ عَالَمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ...**

**يَبْصِرُ هُنَّا كُلَّهُ كَا جَانَنَهُ وَالا**

**...الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (٦)**

**زبردست غالب بہت ہی مہربان۔**

ان امور کا مدبر اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اپنے بندوں کے اعمال سے باخبر ہے۔ سب چھوٹے بڑے عمل اسی کی طرف چڑھتے ہیں۔ وہ غالب ہے جس نے ہر چیز کو اپنا ماتحت کر کھا ہے کل بندے اور کل گرد نہیں اس کے سامنے جگلی ہوئی ہیں، وہ اپنے منومین بندوں پر بہت ہی مہربان ہے، عزیز ہے اپنی رحمت میں اور رحیم ہے اپنی عزت میں۔

اس کی ہر تخلیق شاہکار ہے:

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَبَدَا خَلْقَ الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ (۷)

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناؤٹ مٹی سے شروع کی۔

فرماتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز قرینے سے بہترین طور سے بہترین ترکیب پر خوبصورت بنائی ہے۔ ہر چیز کی پیدائش کتنی عمدہ کیسی محکم اور مضبوط ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَاءٍ مَّهِينٍ (۸)

پھر اس کی نسل ایک بے وقت پانی کے خلاصے سے پیدا کی۔

امان وزمین کی پیدائش کے ساتھ ہی خود انسان کی پیدائش پر غور کرو۔ اس کا شروع دیکھو کہ مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ ابوالبشر حضرت ادم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ پھر ان کی نسل نطفے سے جاری رکھی جو مرد کی پیوند اور عورت کے سینے سے لکھتا ہے۔

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ ...  
جسے تھیک شماک کر کے اس میں اپنی روح پھوکی،  
... وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئَدَةَ ...  
اسی نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے

پھر اسے یعنی ادم کو مٹی سے پیدا کرنے کے بعد تھیک شماک اور درست کیا اور ان میں اپنے پاس کی روح پھوکی۔ تمہیں کان آنکھ سمجھ عطا فرمائی۔

بَلِّيَا مَا تَشْكُرُونَ (۹)  
تم بہت ہی تھوڑا احسان مانتے ہو۔

افسوس کہ پھر بھی تم شکر گزاری میں کثرت نہیں کرتے۔ یہک انجام اور خوش و خرم وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتیں کو اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ جمل شانہ و عز اسر

موت کے فرشتے سے ملاقات ہوگی:

وَقَالُوا أَنِّي أَضَلَّنَا فِي الْأَرْضِ أَنِّي لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ...  
کہنے لگے کیا جب ہم زمین میں کھوئے جائیں گے کیا پھر نی پیدائش میں آ جائیں گے۔

کفار کا عقیدہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد جیسے کے قائل نہیں اور اسے وہ محال جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہمارے ریزے ریزے جدا ہو جائیں گے اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر بھی ہم سے سرے سے بنا کے جاسکتے ہیں؟ افسوس یہ لوگ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو بھی قیاس کرتے ہیں اور اپنی محمد و مقدرات پر اللہ تعالیٰ کی نامعلوم قدرت کا اندازہ کرتے ہیں۔

## بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ (۱۰)

بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنے پروردگار کی ملاقات کا یقین ہی نہیں۔

ماننے ہیں جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اول بار پیدا کیا ہے۔ تجھ بھے کہ پھر دوبارہ پیدا کرنے پر اسے قادر کیوں نہیں مانتے؟ حالانکہ اس کا تو صرف فرمان چلتا ہے۔ جیسا کہا یوں ہو جاویں وہ ہو گیا۔ اسی لئے فرمادیا کہ انہیں اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار ہے۔

## فَلَيَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِلَّ بِكُمْ ...

کہہ دے کہ تمہیں موت کا وہ فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے

فرمایا کہ ملک الموت جو تمہاری روح کے قبض کرنے پر مقرر ہیں تمہیں فوت کر دیں گے۔

اس آیت سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملک الموت ایک فرشتہ کا قلب ہے۔

حضرت براءؓ کی وہ حدیث جس کا بیان سورہ ابراہیم میں گزر چکا ہے اس سے بھی پہلی بات بھی سمجھ میں آتی ہے اور بعض ٹھاری میں اس کا نام عزرا میل بھی ہے اور یہی مشہور ہے۔

ہاں ان کے ساتھ اور ان کے ساتھ کام کرنے والے اور فرشتے بھی ہیں جو جسم سے روح کو بکاتے ہیں اور زخم سے تک بھنچ جانے کے بعد ملک الموت اسے لے لیتے ہیں۔ ان کے لئے زمین سمیت دی گئی ہے اور ایسی ہی جیسے ہمارے سامنے کوئی سمجھی کوئی ہو کہ جو چاہا اٹھالیا۔

ابن ابی حاتم میں ہے:

ایک انصاری کے سر ہانے ملک الموت کو دیکھ کر رسول اللہ نے فرمایا ملک الموت میرے صحابی کے ساتھ آسانی سمجھے۔

آپ نے جواب دیا کہ اے نبی اللہ! اتسکین خاطر رکھئے اور دل خوش سمجھئے واللہ میں خود با ایمان کے ساتھ نہایت ہی نری کرنے والا ہوں۔ سنو یا رسول اللہ! اتم ہے اللہ تعالیٰ کی تمام دنیا کے ہر کچھ کچھ گھر میں خواہ وہ حنکلی میں ہو یا تری میں ہر دن میں میرے پانچ پہبیرے ہوتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کو میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں جتنا وہ خود اپنے آپ کو جانتے ہوں۔ یا رسول اللہ! یقین سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تو ایک مچھر کی جان قبض کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا جب تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو جائے۔

...ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ ثُرْجَعُونَ (۱۱)

پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹا جاؤ گے۔

قیامت کے دن سب کا لوتنا اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ قبروں سے نکل کر میدان حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر اپنی اپنی کرنی کا پچل پائیں گے۔

واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے:

**وَلَوْ تَرَى إِذَ الْمُجْرُمُونَ نَاكِسُوْ رُؤُوسِهِمْ عَنَّ رَبِّهِمْ ...**

کاش کہ تو دیکھتا جب کہ گنہگار لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ گنہگار اپنا دوبارہ جینا خودا پی ۲۰ نکھلوں دیکھ لیں گے اور نہایت ذلت و مقارت کے ساتھ نادم ہو کر گرد نہیں جھکائے سردارے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت کہیں گے اے اللہ! ہماری ۲۰ نکھیں روشن ہو گئیں، کافی کھل گئے۔ اب ہم تیرے احکام کی وجہاً اور دل کے لئے ہر طرح تیار ہیں۔ اس دن خوب سوچ سمجھو والے دانتا بینا ہو جائیں گے۔ سب اندھا پا اور بہرا پن جاتا رہے گا خودا پنے ۲۰ پ کو ملامت کرنے لگیں گے اور جنم میں میں جاتے ہوئے کہیں گے کہ اگر کافنوں اور ۲۰ نکھلوں سے دنیا میں کام لیتے تو ان جتنی نہ بنیں۔

...رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجَعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِّنُونَ (۱۲)

کہیں گے کہ اے اللہ! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب تو ہمیں واپس لوٹا دے تو نیک اعمال کریں گے اب اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے کہ ہمیں پھر سے دنیا میں بھیج دے تو ہم نیک اعمال کر آئیں۔ ہمیں اب یقین ۲۰ گیا کہ تیری ملاقات حق ہے تیرا کلام حق ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ اگر دوبارہ بھی بھیج جائیں تو یہی پچھن کریں گے پھر سے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹا کیں گے دوبارہ نہیں کوستا کیں گے۔ جیسے کہ خود قرآن کریم کی اس آیت میں ہے۔

**وَلَوْ تَرَى إِذْ وُقْفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَلِيَّنَا نُرُدُّ وَلَا نُكَذَّبَ بَأَيْتِ رَبِّنَا (۶: 27)**

اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ دوزخ کے پاس کھڑے کے جائیں گے تو کہاں گے ہائے کیا اپنی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیجے جائیں اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتلا کیں۔

**وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًاهَا ...**

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت نصیب فرمادیجے،

اسی لئے یہاں فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیجے جیسے فرمان ہے:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَأَمِنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا (٩٩:١٠)

اگر تیرا رب تعالیٰ چاہتا تو زمین کا ایک ایک رب نہیں والا منہوم بن جاتا۔

...وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأُنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسَ أَجْمَعِينَ (١٣)

لیکن میری یہ بات بالکل حق ہو یکجی ہے کہ میں ضرور ضرور جہنم کو انسانوں اور جنون سے پُر کر دوں گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے کہ انسان اور جنات سے جہنم پر ہوتی ہے۔ یہ اصل امر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے اور اس کے پورے پورے کلمات سے ہم اس کے تمام عذابوں سے پناہ چاہتے ہیں۔

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيَّتمُ لِقاءَ يَوْمَكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِيَّنَاكُمْ ...

اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کے فراموش کر دینے کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا

جہنم والوں سے بطور سرزنش کے کہا جائے گا کہ اس دن کی ملاقات کی فراموشی کا مزہ چکھو اور اس کے جھلانے کا خیارہ بھگتو۔

اسے محال سمجھ کر تم نے وہ معاملہ کیا کہ جو ایک بھولنے والا کیا کرتا ہے۔ اب ہم بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات حقیقی نیسان اور بھول سے پاک ہے۔ یہ تو صرف بد لے کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اور آیت میں ہے:

الْيَوْمَ نَسَّاكُمْ كَمَا نَسِيَّتُمُ لِقاءَ يَوْمَكُمْ هَذَا (٤٥:٣٤)

آج ہم تمہیں بھول جاتے ہیں جیسے تم اس دن کی ملاقات کو بھولے یہی ہے۔

وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلُدِ بِمَا كُنْثُمْ تَعْمَلُونَ (١٤)

اپنے کئے ہوئے اعمال کی شامت سے ابدی عذاب کا لطف اٹھاؤ۔

اپنے کفر و مکندیب کی وجہ سے اب دلچسپی عذاب کا مزہ اٹھاؤ۔

اور آیت میں ہے:

لَا يَدْعُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا - إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّافًا (٢٤:٧٨-٢٥)

وہاں غشادگ اور پانی نہ رہے گا سوائے گرم پانی اور لہو پیپ کے اور کچھ نہ ہو گا۔

---

رضائے الہی کی تلاش:

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا دُكَرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا ...

ہماری آئیوں پر وہی ایمان لا تے ہیں جنہیں جب کبھی ان سے صحیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر پڑتے ہیں

**...وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ...**

اور اپنے رب تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پر رہتے ہیں

**...وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (۱۵)**

اور تکبر سے الگ تمثیل رہتے ہیں۔

چچ ایمانداروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ دل کے کافوس سے بھاری آوازوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ زبانی حق مانتے ہیں اور دل سے بھی برحق جانتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں اور اپنے رب تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں اور اجاع حق سے جی نہیں چراتے۔ نہ اکڑتے ایٹھنچتے ہیں۔ یہ پد عات کا فروں کی ہے۔ جیسے فرمایا:

**إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَذْلُّونَ جَهَنَّمَ دَخْرِينَ (۴۰:۶۰)**

میری عبادت سے تکبر کرنے والے ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔

**تَشَاجَفُ جُؤْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ...**

ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔

ان چچ ایمانداروں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو نیند چھوڑ کر اپنے بستروں سے الگ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں تجدید پر رہتے ہیں۔

مغرب وعشاء کے درمیان کی نماز بعضوں نے مرادی ہے۔

کوئی کہتا ہے مراد اس سے عشاء کی نماز کا انتظار ہے۔

اور قول ہے کہ عشاء کی اور صبح کی نماز بامجامعت اس سے مراد ہے۔

**...يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا...**

اپنے رب تعالیٰ کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے رہتے ہیں

**...وَمِمَّا رَزَقْنَا هُمْ يُنْفِقُونَ (۱۶)**

اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کئیں کرتے ہیں اس کے عذابوں سے نجات پانے کے لئے اور اس کی نعمتوں حاصل کرنے کے لئے۔

ساتھی ہی صدقہ خیرات بھی کرتے رہتے ہیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق راہ رب میں دیتے رہتے ہیں۔

وہ بیکیاں بھی کرتے ہیں جن کا تعلق انہیں کی ذات سے ہے اور وہ بیکیاں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جن کا تعلق

دوسروں سے ہے۔ ان بہترین بیکیوں میں سب سے بڑا ہے وہ ہیں جو درجات میں بھی سب سے آگے ہیں۔ یعنی

سید اولاد آدم فخر دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ۔

مند احمد میں ہے کہ رسول اللہ کرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ وَهُنَّوْسَ سے بہت ہی خوش ہوتا ہے

. ایک تواریخ جورات کو میٹھی نیدرسویا ہوا ہے لیکن وقعتہ اپنے رب تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی نزاکتیں یاد کر کے اٹھ دیتھتا ہے اور اپنے زرم و گرم بستر کو چھوڑ کر میر۔ ساکنے کھڑا ہو کر نماز شروع کر دیتا ہے۔

. دوسرا وہ شخص جو ایک غزوہ میں ہے کافروں سے لڑتے لڑتے مسلمانوں کا پانسہ کمزور پڑ جاتا ہے لیکن یہ شخص یہ سمجھ کر کے بھائیں میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور آگے بڑھنے میں رب تعالیٰ کی رضا مندی ہے میدان کی طرف لوٹتا ہے اور کافروں سے جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اپنا سر اس کے نام پر تصدیق کر دیتا ہے  
اللہ تعالیٰ فخر سے اپنے فرشتوں کو اسے دکھاتا ہے اور ان کے سامنے اس کے عمل کی تحریف کرتا ہے۔

مند احمد میں ہے:

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں میں مجی کے ساتھ ایک سفر میں تھا صبح کے وقت میں اپنے کے قریب ہی جبل رہا تھا میں نے پوچھا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر امجدؐ کوئی ایسا عمل بتالیے جو مجھے جنت میں پہنچاوے اور جہنم سے الگ کروے۔ اپنے فرمایا:

لَفْدْ سَأْلَتْ عَنْ عَظِيمْ وَإِنَّهُ لَيَسِيرْ عَلَى مَنْ يَسِيرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ،

تَعْبُدُ اللَّهُ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الرِّزْكَاهُ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحْجُجُ الْبَيْتَ

تو نے سوال تو بڑے کام کا کیا لیکن اللہ تعالیٰ جس پر اس کردے اس پر بہت سہل ہے۔ سن!

. تو اللہ تعالیٰ کی عبادات کرتارہ

. اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر

. نمازوں کی پابندی کر

. رمضان کے روزے رکھ

. بیت اللہ کا حج کر

. رکوٰۃ ادا کرتارہ

پھر اپنے فرمایا:

أَلَا أَذْلَكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟

الصَّوْمُ جُنَاحٌ، وَالصَّدَقَةُ نُطْفَىءُ الْخَطِيئَةَ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ

2اب میں تجھے بھلا سیوں کے دروازے بتاؤں۔

. روزہ ڈھال ہے

. صدق گناہوں کو معاف کر دیتا ہے

. انسان کی 2 دنیٰ رات کی نماز۔

پھر آپ نے ۲۱ بیت تناجی کی یعلمون تک تلاوت فرمائی پھر فرمایا:-  
اب میں تجھے اس امر کے سراس کے ستون اور اس کی کوہان کی بلندی بتلاؤں۔

**رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ،**

**وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجَهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ**

، اس تمام کام کا سرتو اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے۔

، اس کے کوہان کی بلندی اللہ تعالیٰ کی راہ کا جہاد ہے۔

پھر فرمایا ب میں تجھے ان تمام کاموں کے سردار کی خبر دوں؟

پھر اپنی زبان پکڑ کر فرمایا اسے روک رکھ۔

میں نے کہا کیا ہم اپنی بات چیت پر بھی پکڑے جائیں گے؟

۲۱ بیت فرمایا:-

یَا مُعَادُ،

**وَهُلْ يُكْبِطُ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ أَوْ فَالَّذِي مَنَّا بَعْدَهُمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَسْيَتُهُمْ  
أَمْ مَعًا؟!**

افسوس تجھے یہ معلوم ہی نہیں کہ انسان کو اونڈھے من جہنم میں والے والی چیز تو اس کی زبان کے کنارے ہی ہیں۔

اور روایت میں حضور اکرمؐ کا یہ فرمان مروی ہے کہ انسان کا آدمی راست کو قیام کرنا۔ پھر حضور اکرمؐ کا اسی ۲۱ بیت کا تلاوت فرمانا مروی ہے۔

ایک حدیث میں ہے:-

قیامت کے دن جبکہ اول و آخر سب لوگ میدانِ محشر میں جمع ہوں گے تو ایک مناوی فرشتہ ہاواز بلند نداکرے کا جسے تمام مخلوق سے گی وہ کہے گا کہ اس سب کو معلوم ہو جائے گا کہ سب سے زیادہ ذی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر آواز لگائے گا کہ تجدیز ارلوگ انٹھ کھڑے ہوں اور اس ۲۱ بیت کی تلاوت فرمائے گا تو یہ لوگ انٹھ کھڑے ہوں گے اور کہتی میں بہت کم ہوں گے۔

حضرت بلالؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ ۲۱ بیت اتری ہم لوگ مجلس میں بیٹھے تھے اور بعض صحابہؓ مغرب کے بعد سے لے کر عشاء تک نماز میں مشغول رہتے تھے پس یہ ۲۱ بیت نازل ہوئی۔

**فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أَخْفِيَ لَهُمْ مِنْ فَرَّةَ أَعْيُنِ ...**

کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی خندک ان کے لئے پوشیدہ کر کی ہے

## ...جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۷)

جو کچھ وہ کرتے تھے یا سماں کا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے لئے جنت میں کیا کیا نعمتیں اور لذتیں پوشیدہ پوشیدہ ہمارکی ہیں اس کا کسی کو علم نہیں۔ چونکہ یہ لوگ پوشیدہ طور پر عبادت کرتے تھے اسی طرح ہم نے بھی پوشیدہ طور پر ان کی آنکھوں کی خینڈک اور ان کے دل کا سکھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی دل پر خیال گزرا۔

بخاری کی حدیث قدسی میں ہے:

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنُ رَأَتُ، وَلَا أُذْنُ سَمِعَتْ، وَلَا حَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ حمتیں مہیا کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ کے دیکھنے میں آئیں نہ کسی کان کے سنبھلنے میں کسی کے دل کے سوچنے میں۔

اس حدیث کو بیان فرمائی حضرت ابو ہریرہ راوی حدیث نے کہا قرآن کی اس آیت کو پڑھو فلا تعلم نفس۔

اور راویت میں فرمان رسول اللہ ہے:

جنت کی نعمتیں ہے ملیں وہ کبھی بھی بنتے نہیں ہونے کا۔ ان کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے ان کی جوانی و حلے گی نہیں۔ ان کے لئے جنت میں وہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے شانہ کسی انسان کے دل پر ان پر ان کا وہم و مگان ہوا۔ مسلم

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم نے جنت کا وصف بیان کرتے ہوئے آخر میں یہی فرمایا اور پھر یہ آیت تصحیحی سے **يعلمون** تک تلاوت فرمائی۔

حدیث قدسی میں ہے:

میں نے اپنے بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ کافوں نے سئی ہیں بلکہ اندازے میں بھی نہیں آ سکتیں۔

صحیح مسلم میں ہے حضور اکرم نے فرمایا:

حضرت موسیؑ نے اللہ تعالیٰ رب العالمین عزوجل سے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ اوفی جنتی کا درجہ کیا ہے؟ جواب ملا: اوفی جنتی وہ شخص ہے جو کل جنتیوں کے جنت میں چلے جانے کے بعد آئے گا اس سے کہا جائے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

وہ کہبے گا اے اللہ! کہاں جاؤں؟ ہر ایک نے اپنی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی چیزیں سنبھال لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرے لئے اتنا ہو جتنا دنیا کے کسی بہت بڑے بادشاہ کے پاس تھا؟ وہ کہبے گا پروردگار میں اس پر خوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے کا تیرے لئے اتنا ہے اور اتنا ہی اور اتنا ہی اور اتنا ہی اور پاچ گنا۔  
یہ کہے گا بس اے رب تعالیٰ میں راضی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے کا یہ سب تم نے تجھے دیا اور اس کا وس گنا اور بھی دیا اور اور بھی جس چیز کو تم اول چاہے اور  
جس سے تیری آنکھیں بخندی رہیں۔

یہ کہے گا میرے پروردگار! میری قoba چھین کھل گئیں جی خوش ہو گیا۔

حضرت موسیؑ نے کہا پھر اے اللہ! اعلیٰ درجہ کے جنتی کی کیا کیفیت ہے؟

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی کرامت میں نے اپنے ہاتھ سے بوئی اور اس پر اپنی مہر لگادی پھرنے تو وہ کسی کے  
دیکھنے میں آئی نہ کسی کے منٹے میں نہ کسی کے خیال میں۔

اس کا مصدق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آیت فلا تعلم ہے۔

حضرت عامر بن عبد الواحد فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک جنتی اپنی حور کے ساتھ محبت پیار میں ستر سال تک  
مشغول رہے گا کسی دوسری چیز کی طرف اس کا انتقال نہ ہو گا، پھر جو دوسری طرف انتقال ہو گا تو دیکھے گا کہ پہلی سے  
بہت زیادہ خوبصورت اور نورانی مخلک کی ایک اور حور ہے وہ اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر خوش ہو کر کہہ گی کہ اب میری  
مرا دپوری ہو گی۔

یہ کہے گا تو کون ہے!

وہ جواب دے گی میں مزید میں سے ہوں۔

اب یہ سراپا اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا پھر ستر سال تک دوسری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ اتنی مدت کے بعد پھر جو اس کا  
التفاق اور جانب ہو گا تو دیکھے گا کہ اس سے بھی اچھی ایک اور حور ہے۔

وہ کہے گی اب وقت آ گیا کہ آپ میں میرا حصہ بھی ہو۔

یہ پوچھھے گا تم کون ہو؟

وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کی نسبت جناب ہماری تعالیٰ نے فرمایا ہے کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے اللہ  
تعالیٰ نے انکی آنکھوں کی کیا کیا بخندک چھپا رکھی ہے۔

حضرت سعید ابن جبیر فرماتے ہیں فرشتے جنتیوں کے پاس دنیا کے دن کے اندازے سے ہر دن میں تین تین بار جنت  
عدن کے ربانی تختے لے کر جائیں گے جو انکی جنت میں نہیں اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔ وہ فرشتے ان سے کہیں گے  
کہ اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہے۔

حضرت ابوالیمان ہوزنی یا کسی اور سے مروی ہے کہ جنت کے سورج ہیں۔

۔ پہلا درجہ چاندی کا ہے اس کی زمین بھی چاندی کی اس کے ملات بھی چاندی کے اس کی منی ملک ہے  
۔ دوسرا درجہ سونے کا ہے زمین بھی سونے کی مکانات بھی سونے کے برتن بھی سونے کے منی ملک ہے  
۔ تیسرا موٹی کی زمین بھی موٹی کی، مگر بھی موٹی کے برتن بھی موٹی کے اور منی ملک کی۔  
اور باقی ستانوں تک وہ ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھنے کی کسی کان نے سئے نہ کسی انسان کے دل میں گز ریں۔  
پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔

ابن حجر ایشی میں ہے کہ **حضرت روح الانبیاء** سے روایت کرتے ہیں:  
انسان کی نیکیاں بدیاں لائی جائیں گی، بعض بعض سے کم کی جائیں گی پھر اگر ایک نیکی بھی بیچ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا دے گا اور جنت میں میں کشاوگی عطا فرمائے گا۔

### منومین اور فاسقین برابر نہیں:

**أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ...**  
**كَيْا وَهُجُومُونْ بُوْثِلْ اس کے ہے جو فاسق ہے؟**  
**...لَا يَسْتُوْنَ (۱۸)**  
**برابر نہیں ہو سکتے۔**

اللہ تعالیٰ کے عدل و کرم کا بیان ان آجیوں میں ہے کہ اس کے خود یہیں کارا اور بدکار برابر نہیں۔ جیسے فرمان ہے:  
**أَمْ حَسِيبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ تَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ ءامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَاحَاتِ سَوَاءً**  
**مَحْيِيهِمْ وَمَمْتُهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (45:21)**  
کیا ان لوگوں نے جو برائیاں کر رہے ہیں یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں مثل ایماندار اور نیک عمل والوں کے کر دیں؟ ان کی موت زیست برابر ہے؟ یہ کیسے برے منصوبے کا تھا ہے یہیں۔  
اور آیت میں ہے:

**أَمْ تَجْعَلُ الَّذِينَ ءامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلَاحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ تَجْعَلُ الْمُنَقِّيِنَ**  
**كَالْفَاجَارِ (38:28)**

ایماندار نیک عمل لوگوں کو کیا ہم زمین کے فسادیوں کے برابر کر دیں؟ پرہیزگاروں کو گہبگاروں کے برابر کر دیں؟  
اور آیت میں ہے:

**لَا يَسْتُوْيَ أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ (59:20)**  
دو رخی اور جنتی برابر نہیں۔

یہاں بھی فرمایا کہ منہوں اور کافر قیامت کے دن ایک مرتبے کے نہیں۔

**أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَى ...**

جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال بھی کئے ان کے لئے یہیں والی جنتیں ہیں،

**...نُزُّلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۹)**

مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلتے جوہہ کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور عقبہ ابن الجبیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یہاں ان دونوں قسموں کا تفصیل ہیاں فرمایا کہ جس نے اپنے دل سے کلام اللہ تعالیٰ کی تقدیق کی اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو انہیں وہ جنتیں ملیں گی جن میں مکانات ہیں بلند بالاخانے ہیں اور رہائشی آرام کے تمام سامان ہیں۔ یہاں کی خوش عملی کے بدلتے کی مہمانداری ہو گئیں

**وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَفَوْا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ...**

لیکن جن لوگوں نے حکم عدویٰ کی ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

**...كُلُّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أَعِدُّوا فِيهَا ...**

جب کبھی اس سے باہر نکلا راچا ہیں گے اسی میں لوٹا دیجے جائیں گے۔

**(۲۰) ...وَقَيْلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَدِّبُونَ**

اور کہہ دیا جائے گا کہ اپنے جھٹلانے کے بدلتے آگ کا عذاب چکھو۔

جن لوگوں نے اطاعت چھوڑ دی ان کی جگہ جہنم میں ہو گی جس میں سے وہ نکل نہ سکیں گے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**كُلُّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمًّا أَعِدُّوا فِيهَا (22:22)**

جب کبھی وہاں کے غم سے چھکا راچا ہیں گے دوبارہ وہیں جھوک دیجے جائیں گے۔

حضرت فضیل ابن عیاضؓ فرماتے ہیں واللہ انکے ہاتھ پاؤں بند ہے ہوئے ہوں گے آگ کے شعلے انہیں اوپر نیچے لے جا رہے ہوں گے فرشتے انہیں سزا کیں دے رہے ہوں گے اور جھڑک کر فرماتے ہوں گے کہ اس جہنم کے عذاب کا لطف اٹھاؤ جسے تم جھوٹا جانتے تھے۔

**(۲۱) وَلَنْذِيقَهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجُعُونَ**

بالیکین ہم انہیں قریب کے چھوٹے سے بعض عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے اس کے سوا

بھی چکھا کیں گے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

**عذاب ادنی** سے مراد دنیوی مُسْبِتَیں اُن تین دکھ درا اور پیاریاں ہیں اور یہ اس لئے ہوتی ہیں کہ انسان ہشیار ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے اور بڑے عذابوں سے نجات حاصل کر لے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد گناہوں کی وہ مقرر کردہ سزا میں ہیں جو دنیا میں دی جاتی ہیں جنہیں شرعی اصلاح میں حدود کرتے ہیں۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے۔

نمازی میں ہے کہ اس سے مراد قحط سالیاں ہیں۔

حضرت ابی فرماتے ہیں چاند کا شق ہو جانا دھوکیں کا آنا اور پکڑا اور بر باد کن عذاب اور بد رکے دن کفار کا قید ہونا اور قتل کیا جانا کیونکہ بد رکی اس نیکتے نے مکہ مظلوم کے گھر گھر کو ماتم کر دیا تھا۔ ان عذابوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

**وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ...**

اس سے بڑھ کر خالم کون ہے؟ جسے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے وعظ کیا گیا پھر بھی اس نے ان سے منہ پھیر لیا

فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی آیتیں سن کر اس کی وضاحت کو پا کر پھر ان سے منہ موڑے بلکہ انہا انکا رکر جائے اس سے بڑھ کر خالم اور کون ہو گا؟

حضرت قادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض نہ کرو ایسا کرنے والے بے عزت بے وقت اور بڑے گنہگار ہیں۔

**...إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ (۲۲)**

**یقین مانو کہ ہم بھی گنہگاروں سے انتقام لینے والے ہیں۔**

یہاں بھی فرمان ہوتا ہے کہ ایسے گنہگاروں سے ہم ضرور انتقام لیں گے۔

جناب رسول اللہ کا فرمان ہے کہ تین کام جس نے کئے وہ مجرم ہو گیا:

. جس نے بے وجہ کوئی جھنڈا اپنے دھا۔

. جس نے ماں باپ کی نافرمانی کی۔

. جس نے خالم کے ظلم میں اس کا ساتھ دیا۔

یہ مجرم لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم مجرموں سے باز پرس کریں گے اور ان سے پورا بدل لیں گے۔ اب ابی طام

**معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات:**

**وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مُرْيَةٍ مِّنْ لَّقَانِهِ ...**

بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھے ہرگز اس کی ملاقات میں شک نہ کرنا چاہیے۔

فرماتا ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب قرآن وی تو اس کی ملاقات کے بارے میں شک و شبہ میں شد ہے۔  
حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

أَرِيْتُ لَيْلَةً أُسْرِيَّ بِي مُوسَى بْنَ عَمْرَانَ رَجُلًا آدَمَ طَوَالًا جَعْدًا كَائِنًا مِنْ رِجَالِ شَوَّاءَ،  
وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبْطُ الرَّأْسِ،  
وَرَأَيْتُ مَالِكًا حَازِنَ النَّارَ وَالدَّجَالَ

میں نے معراج والی رات حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کو دیکھا کہ وہ گندم کوں رنگ کے لمبے قد کے گھوگریا لے  
پاؤں والے تھے جیسے قبیل شنواۃ کے آدمی ہوتے ہیں۔

اسی رات میں حضرت عیسیٰ کو بھی دیکھا وہ درمیانہ قد کے سرخ و سفید تھے سیدھے بال تھے  
میں نے اسی رات حضرت مالکؑ کو دیکھا جو جنم کے دار و نور ہیں۔ اور دجال کو دیکھا۔

یہ سب ان ننانیوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دکھائیں۔ پس تو اس کی ملاقات میں شک و شبہ نہ کر۔  
آئی نے یقیناً حضرت موسیٰ کو دیکھا اور ان سے ملے جس رات آئی کو معراج کرائی گئی۔

### ...وَجَعَلْنَا هُدًى لِّبْنِي إِسْرَائِيلَ (۲۳)

اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

موسیٰ کو ہم نے بنی اسرائیل کا ہادی بنایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کو ہم نے اسرائیلیوں کی ہدایت بنائی۔ جیسے  
سورہ بنی اسرائیل میں ہے:

وَإِنَّا مُوسَى الْكَوَافِرَ وَجَعَلْنَا هُدًى لِّبْنِي إِسْرَاعِيلَ إِلَّا تَنْذَلُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا (۱۷:۲)

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا کہ تم میرے سوا کسی کو کار ساز نہ سمجھو۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهُدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ (۲۴)

اور ہم نے ان میں سے چونکہ ان لوگوں نے صبر کیا تھا ایسے پیشوavnائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت  
کرتے تھے اور تھے بھی وہ ہماری آشیوں پر یقین رکھتے۔

فرمایا کہ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی نافرمانیوں کے ترک اور اس کی باقوں کی تصدیق اور اس  
کے رسولوں کی اتباع پر صبر سے ہے رہے ہم نے ان میں سے ہدایت کے پیشوavnائے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور کوئوں کو  
پہنچاتے ہیں بھلائی کی طرف بلاتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں۔

لیکن جب ان کی حالت بدلت گئی انہوں نے کلام اللہ میں تبدیل تحریف تاویل شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے یہ  
منصب چھین لیا ان کے دل خست کر دیئے عمل صالح اور اعتقاد صحیح ان سے دور ہو گیا۔ پہلے تو یہ دنیا سے بچے ہوئے تھے۔

حضرت سفیان فرماتے ہیں یہ لوگ ایسے ہی تھے انسان کو لائق ہے کہ اس کا پیشواد ہو جس کی پر اقتدار کے دنیا سے بچا ہوا رہے۔ اپنے فرماتے ہیں کہ دین کے لئے علم ضروری ہے جیسے جسم کے لئے غذا ضروری ہے۔

فرمایا ایسا ہے جیسا سرکاجسم میں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نبیں سنایا۔ ان کے صبر کی وجہ سے ایسا پیشواد ہنا دیا کوہ ہمارے حکم کی ہدایت کرتے تھے۔

اپنے فرمایا مطلب یہ ہے کہ چونکہ انبوں نے تمام کاموں کے سرکوئے لیا اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں پیشواد ہنا دیا۔ چنانچہ فرمان ہے:

وَلَقَدْ أَنْتُنَا بَنَى إِسْرَائِيلَ الْكَتَبَ وَالْحُكْمَ وَالثُّبُوةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلَنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ وَأَنَّتُنَّهُمْ بَنَيَّتُنَّ مِنَ الْأَمْرِ (16:45-47)

ہم نے بنی بني اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت دی اور پاکیزہ روز یاں عنایت فرمائیں اور جہاں والوں پر فضیلت دی۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَقْصِدُ بَيْتَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَافُونَ (۲۵)

تیرارب تعالیٰ ان سب کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا جن میں یا اختلاف کر رہے ہیں۔

یہاں بھی آیت کے آخر میں فرمایا کہ جن اعتقاد و اعمال میں ان کا اختلاف ہے ان کا فیصلہ قیامت کے دن خود اللہ کر دے گا۔

رسولوں کی خوارت کرنے کا انجام بد:

أَوْلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كُمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مَنْ الْفُرُونَ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ...

کیا اس بات نے بھی انہیں ہدایت دی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی انستوں کو ہلاک کر دیا جن کے مکانوں میں یہ چل پھر رہے ہیں؟

... إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ أَفَلَا يَسْمَعُونَ (۲۶)

اس میں تو بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔ کیا پھر بھی یہ نہیں سنتے؟

کیا یہ اس بات کے ملاحظہ کے بعد بھی راہ راست پر نہیں چلتے؟ کہ ان سے پہلے کے گراہوں کو ہم نے نہ دبالتا گردیا ہے۔ اج ان کے کھوج مت گئے۔ انبوں نے بھی رسولوں کو جھٹایا اللہ تعالیٰ کی باتوں سے لا پرواہی کی۔ اب یہ جھلانے والے بھی ان ہی کے مکانوں میں رہتے رہتے ہیں۔ ان کی ویرانی ان کے انگلے مالکوں کی ہلاکت ان کے سامنے ہے۔ تاہم یہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔

اسی بات کو قرآن حکیم نے کلی جگہ بیان فرمایا ہے کہ یہ غیر آباد کھنڈر یا جڑ ہے جو مخلالت تو تمہاری آنکھوں کو اور تمہارے کافنوں کو کھو لئے کرے لے اپنے اندر بہت سی نشا نیاں رکھتے ہیں۔ دیکھو اولاد اللہ تعالیٰ کی باشیں نہ مانے کا رسولوں کی خارست کرنے کا کتنا بد انجام ہوا۔ کیا تمہارے کان ان کی خبروں سے نہ آشنا ہیں؟

**بَيْنَدِیٰ تَلَےٰ ۝ بُشَارٌ اُوْرَسَمِنْدَرَ:**

**أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسْوَقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرْزِ ...**

**كَيَا يَنْبِئُنَّ دِيكْمَتَنَ كَهْمَ پَانِيْ كُوْخُنْغُرْ غِيرْ آبَادَزْ مِينَ كِيْ طَرْفَ بَهَا كَلَےِ جَاتَتِ ہِيْنَ**

**...فَخْرُجُ بِهِ زَرْعًا تَائِكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ ...**

**پھر اس کی وجہ سے ہم کھیتیاں نکالتے ہیں جسے ان کے چوپائے اور یہ خود کھاتے ہیں۔**

جناب پاری تعالیٰ اپنے لطف و کرم کو احسان و انعام کو بیان فرماتا ہے کہ آسمان سے پانی اتارتا ہے پھر اڑوں سے اوپنی جگہوں سے سست کرنا لوں کے ندیوں کے دریاؤں کے ذریعہ وہ ادھر ادھر پھیل جاتا ہے۔ غیر غیر آبادز مین اس سے ہریاں والی ہو جاتی ہے۔ خشکی تری سے موت زیست سے بدلت جاتی ہے۔

کو منسرین کا قول یہ بھی ہے کہ حسرہ مصر کی زمین ہے لیکن یہ بھیک نہیں ہے۔ ہاں مصر میں بھی ایسی زمین ہوتی ہو ایت میں مراد تمام وہ حصے ہیں جو سوکھ گئے ہوں جو پانی کے محتاج ہوں، سخت ہو گئے ہوں، زمین پیوست کے مارے پھٹنے لگی ہو۔

بے شک مصر کی زمین بھی ایسی ہے دریائے نیل سے وہ سیراب کی جاتی ہے جبکہ کاپڑوں کا پانی اپنے ساتھ سرخ رنگ اکی مٹی کو بھی گھیتا جاتا ہے اور مصر کی زمین جوشور اور بیٹھی ہے وہ اس پانی اور اس مٹی سے بھیتی کے قابل ہن جاتی ہے اور ہر سال ہر فصل کا غلڈ تازہ پانی سے انہیں میسر آتا ہے جو ادھر ادھر کا ہوتا ہے۔

**۲۷) ...أَفَلَا يُنْصِرُونَ**

**كَيَا پھر بھی نہیں دِيكْمَتَنَ**

اس حکیم و کریم منان و رحیم کی یہ سب مہربانیاں ہیں۔ اس کی ذات قابل تعریف ہے۔

روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو مصر والے بودنہ مینیے میں حضرت عمر و بن عاصیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری قدیمی عادت ہے کہ اس مینیے دریائے نیل کی بھیت چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مینیے کی بارہویں تاریخ کو ہم ایک باکرہ لڑکی کو لیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی انکوٹی ہو اس کے ماں باپ کو دے دلا کر رضا مند کر لیتے ہیں اور اسے بہت عمدہ کپڑا اور بہت بھیتی زیور پہننا کرنا سنوار کر اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس کا بہاؤ چڑھتا ہے ورنہ پانی چڑھتا ہی نہیں۔

سپہ سالا راسلام حضرت عمر و بن عاصی فاتح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلیۃ اور احمد قائد رسم ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام تو ایسی عادتوں کو منانے کے لئے آیا ہے، تم ایسے نہیں کر سکتے۔

وہ بازار ہے دریائے نیل کا پانی نہ پڑھا، مبینہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک پڑا ہوا ہے۔ لوگ بھک آکر ارادے کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں۔ اب فاتح مصر کو خیال گزرتا ہے اور دربار خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں۔ اسی وقت خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھج رہا ہوں تم اسے لے کر نیل کے دریا میں ڈال دو۔

حضرت عمر و بن عاصی نے اس پرچہ کو نکال کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا:

یہ خط ہے اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المؤمنین عمری طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف بعد حمد و صلوٰۃ کے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے چل رہا ہے تو خیر نہ چل اور اللہ تعالیٰ واحد و تباری تھجھے جاری رکھتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں وہ تھجھے روائی کر دے۔

یہ پرچہ لے کر حضرت امیر عصر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ ابھی ایک رات بھی نہیں گزرنے پائی تھی جو دریائے نیل میں سولہ ہاتھ گہرا پانی چلنے لگا اور اسی وقت مصر کی خشک سالی ترسالی سے گرانی ارزانی سے بدلتی گئی۔ خط کے ساتھ ہی خط کا خطہ سر بر زہر ہو گیا اور دریا پوری روانی سے بہتار ہا۔ کتاب الرحلی فضائل ابو القاسم الملائکی

اس آیت کے مضمون کی آیت یہ بھی ہے:

**فَلَيَنْظُرِ الْإِنْسَنُ إِلَى طَعَامِهِ أَنَا صَبَّيْنَا الْمَاءَ صَبَّاً (25:80)**

انسان اپنی غذا کو دیکھے کہ ہم نے بارش اتاری اور زمین پھاڑ کر انداز اور چل پیدا کئے۔

اسی طرح یہاں بھی فرمایا کیا یہ لوگ اسے نہیں دیکھتے؟

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں **حسرہ** وہ زمین ہے جس پر بارش ناکافی برستی ہے پھرنا اوس اور نہروں کے پانی سے وہ سیراب ہوتی ہے۔

### قیامت کا انتظار کرو:

**وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِنْ كُنْثُمْ صَادِقِينَ (۲۸)**

اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہو گا؟ اگر تم پچھے ہو بتاؤ۔

کافر اعزما کہا کرتے تھے کہ اے نبی تم جو کہا کرتے ہو اور اپنے ساتھیوں کو بھی مسلمین کر دیا ہے کہ تم ہم پر فتح پاؤ گے اور ہم سے بدلتے لوگے وہ وقت کب آئے گا؟ ہم تو مدتوں سے تمہیں مغلوب زیر و بے وقعت دیکھ رہے ہیں، چھپ رہے ہو ذرر ہے ہو، اگرچہ ہوتا ہے غلبہ کا اور اپنی فتح کا وقت بتاؤ۔

فَلِيَوْمِ الْقِتْحَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمُونَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ ...

جواب دے کے فیصلے والے دن ایمان لانا بے ایمانوں کو کچھ کام نہ ہے گا

... وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ (۲۹)

اور نہ انہیں وصیل دی جائے گی۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب عذاب آجائے گا اور جب اس کا غصہ اور غضب اتر پڑتا ہے خواہ دنیا میں ہو خواہ آخرت میں اس وقت کا نہ ایمان فتح دیتا ہے نہ مہلت ملتی ہے۔ جیسے فرمان ہے:

فَلَمَّا جَاءَهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَحُوا بِمَا عَنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ... (83:40-85)

جب ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے پیغمبر و ملیکین لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر نازار ہونے لگے۔

پوری دو آیتوں تک اس سے فتح مکر مراد نہیں۔

فتح مکر کے دن تو رسول اللہ نے کافروں کا اسلام لانا قبول فرمایا تھا اور تقریباً دو ہزار آدمی اس دن مسلمان ہوئے تھے۔ اگر اس آیت میں فتح مکر مراد ہوتی تو چاریے تھا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام ان کا اسلام قبول نہ فرماتے جیسے اس آیت میں ہے کہ اس دن کافروں کا اسلام لانا مقبول ہوگا۔ بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ ہے جیسے قرآن میں ہے:

فَأَفْتَحْ بَيْنَى وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا (26:118)

بمار سے درمیان فتح کر

یعنی فیصلہ کر۔

اور جیسے اور مقام پر ہے:

فَلِيَجْمِعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا لَمْ يَقْتَحِمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ (34:26)

الله تعالیٰ ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے آپس کے فیصلے فرمائے گا۔

اور آیت میں ہے:

وَاسْقَطُهُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَارٍ عَنِيدٍ (14:15)

یہ فیصلہ چاہتے ہیں سرکش ضدی تباہ ہوئے۔

اور جگہ ہے:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَقْتَحُونَ عَلَى الظَّالِمِينَ كَفَرُوا (2:89)

اس سے پہلے وہ کافروں پر فتح چاہتے تھے۔

اور آیت فرمان پاری تعالیٰ ہے:

إِنَّ سَنَقْتُهُواً فَقْدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ (8:19)

اگر تم فیصلے کے آرزو مند ہو تو لو فتح آگئی۔

اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (6:106)

اپنے رب تعالیٰ کی وحی کی اتباع کرو اس کے ساتھی اور محبوب نہیں۔

فرمایتم اپنے رب تعالیٰ کے وعدوں کو سچا مان لو اس کی باتیں اُنہیں ہیں اس کے فرمان پچھے ہیں اور وہ عنقریب تجھے تیرے  
خالین پر غائب کرے گا وہ وعدہ خلافی سے پاک ہے۔

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظَرُونَ (۳۰)

اب تو ان کا خیال بھی چھوڑ دے اور منتظر رہ یہ بھی منتظر ہیں۔

یہ بھی منتظر ہیں چاہتے ہیں کہ آپ پر کوئی آفت آئے لیکن ان کی یہ چاہتیں بے سود ہیں۔

الله تعالیٰ اپنے داؤں کو بھولنا نہیں نہ انہیں چھوڑتا ہے۔ بھلا جو رب تعالیٰ کے احکام پر ہے رہیں اللہ تعالیٰ کی باتیں  
دوسروں کو پہنچائیں وہ تائید ایزدی سے کیسے محروم کر دیجئے جائیں؟ یہ جو کچھ تم پر دیکھنا چاہتے ہیں وہ ان پر اترے گا۔ رب  
تعالیٰ کے عذابوں کا فیکار ہوں گے۔

کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی بہترین کار ساز ہے۔



© Copy Rights:

Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana

Lahore, Pakistan

[www.quran4u.com](http://www.quran4u.com)